Advertisement at Urdu Palace

Are you looking for an affordable website to advertise your business?
Urdu Palace offers lowest rates for all advertisers.
For Advertisement of your brand or business on our website call us or contact through

Whatsapp on following numbers:+92-348-8709449,+92-303-5110135

www.urdupalace.com

دیر سے سمجھے

نظیر فاطمہ

"بہو صاحبہ! اب کمرے سے باہر تشریف لے آؤ۔" وردہ کی ساس کی پاٹ دار آواز کمرے میں گونجی تو اس کی بچی سوتے میں یک دم ڈر گئی...... اس نے فوراً اس کے سینے پر ہاتھ رکھا اور اسے ہولے، ہولے تھپکنے لگی۔ اس کی بیٹی لائبہ کی طبیعت پچھلے دو دنوں سے خراب تھی۔ وہ دانت نکال رہی تھی، اس لیے کافی دنوں سے چڑچڑی ہو رہی تھی مگر دو روز سے مسلسل بخار، الٹیوں اور موشنز نے اسے بالکل ہی نڈھال کر دیا تھا۔

www.urdupalace.com

سو بچی کے ساتھ ساری رات وہ جاگتی رہی۔ رات بھر اسے کندھے سے لگائے کمرے میں اِدھر اُدھر ٹہلتی رہی۔ صبح بھی وہ گود سے اترنے کو کسی طور تیار نہیں تھی...... وردہ نے اسے اٹھائے، اٹھائے ہی اپنے شوہر، صابر (جو صرف نام کا صابر تھا) کے لیے ناشتا تیار کیا اور اسے لیے دوبارہ کمرے میں آگئی۔ بچی ساری رات روتی رہی لیکن گھر والوں میں سے کسی نے اس کے کمرے میں جھانک کر بھی نہیں دیکھا۔ ویسے صابر کے سامنے اس کی ساس اور نند، لائبہ سے بہت پیار جتاتی تھیں۔ کمرے میں واپس آکر اس نے بچی کو دودھ پلا کر دوا دی اور اس کا سر ہلکے، ہلکے سہلانے لگی۔ اس طرح اسے سکون ملا تو وہ سوگئی۔ اسے بیڈ پر لٹا کر وہ خود بھی اس کے ساتھ ہی لیٹ گئی۔ وہ ساری رات کی تھکی ہوئی تھی۔ جلد ہی اس کی آنکھ لگ گئی۔ صابر آفس کے لیے صبح آٹھ بجے گھر سے نکلتا تھا۔ وہ پہلے اس کا ناشتا تیار کرتی پھر لائبہ کو نہلا دھلا کر دودھ پلاتی تو وہ مطمئن ہو کر کھیلنے لگتی۔ پھر وہ اپنے سسر، ساس، دیور اور نند کے لیے ناشتا بناتی جو دس بجے کے قریب ناشتا کرتے تھے۔ اس کے دیور کا الیکٹرانکس کا چھوٹا سا ذاتی شوروم تھا جو وہ گیارہ بجے کے قریب کھولتا تھا۔ باقی افراد نے تو خیر ویسے بھی گھر پر ہی رہنا ہوتا تھا سو یہ سب آرام سے قدرے لیٹ ناشتا کرتے۔ اب بھی وہ سب لوگ ناشتے کا ہی انتظار کر رہے تھے پر اس کی ساس اور نند سے اتنا نہ ہوا کہ وہ اس کی بے آرامی کا خیال کر کے آج خود ناشتا بنا لیتیں۔ وہ تو اسے اٹھنے کا حکم صادر کر کے جا چکی تھیں۔

وہ دھیرے سے اٹھی۔ اسے لائبہ کے جاگ جانے کا ڈر تھا سو اس نے اپنا تکیہ اس کے ساتھ لگا دیا۔ وردہ کے سر میں شدید درد تھا مگر کیا، کیا جاتا کہ اسے ہر حال میں سارا کام نمٹانا تھا۔

''وردہ تمہاری طبیعت ٹھیک ہے؟'' اس کے سسر نے اس سے ناشتے کی ٹرے پکڑی۔

''جی ابو! میری طبیعت تو ٹھیک ہے۔ لائبہ رات بھر روتی رہی ہے، اس کے ساتھ جاگنے کی وجہ سے میری طبیعت بھی کچھ سست سی ہو رہی ہے۔'' وہ سب کو ناشتا دے چکی تھی سو خود بھی کرسی کھینچ کر بیٹھ گئی۔

''مجھے تو آج کل کی ماؤں کے نخرے سمجھ نہیں آتے، ذرا بچہ بیمار ہوا اور یہ خود بھی ساتھ ہی ڈھے گئیں۔ مجھے یقین ہے کہ آج میرا صابر بغیر ناشتے کے گیا ہوگا۔'' اس کی ساس کا لہجہ گہرا طنز لیے ہوئے تھا۔

اس کا دل چاہا کہہ دے کہ آپ کا بیٹا اتنا صابر نہیں ہے کہ میری تکلیف کا احساس کر کے بغیر ناشتا کیے چلا جائے۔ مگر دل کی بات اندر ہی دبا کر وہ صرف اتنا ہی بولی۔

''نہیں...... میں نے انہیں ناشتا بنا دیا تھا۔'' وہ وضاحت دے کر اپنے ناشتے کی طرف متوجہ ہوگئی۔

''فریحہ! آج ناشتا تم بنا لیتیں۔'' اس کے دیور نے بہن کو مخاطب کیا۔ جواب میں بہن تو خاموش رہی مگر ماں نے بیٹے کو کڑے تیوروں سے گھورا۔

''بھابی! آپ ناشتا کر کے سو جائیں، برتن وغیرہ فریحہ اٹھا لے گی۔'' اس کی بات پر سدا کی کام چور فریحہ نے پہلو بدلا۔

''اور دوپہر کے کھانے کی فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے، وہ میں بازار سے بھجوا دوں گا...... آپ اپنا اور لائبہ کا خیال رکھیں۔'' وردہ نے اسے تشکر آمیز نظروں سے دیکھا...... اس کا دیور حفیظ اس کے لیے ہمیشہ بھائیوں سے بڑھ کر ثابت ہوا تھا۔ وہ واقعی تھوڑی دیر کے لیے پُرسکون ہو کر سونا چاہ رہی تھی۔ سب نے ناشتا ختم کیا تو وہ بھی اٹھ کھڑی ہوئی۔

''چلیں بھابی، آپ اپنے کمرے میں جائیں۔''

حفیظ اسے کمرے میں بھیج کر ہی اٹھا تھا۔ اس کے سامنے تو ماں، بہن کچھ نہیں بول پاتی تھیں۔ کمرے میں آکر وہ دوبارہ لائبہ کے برابر لیٹ گئی اور تھوڑی دیر میں گہری نیند میں چلی گئی۔ بچی بھی پُرسکون ہو کر سوتی رہی۔ دوپہر دو بجے کے قریب لائبہ کے رونے کی آواز سے اس کی آنکھ کھلی۔ اس نے اس کو فریش کر کے اسے

www.urdupalace.com

فیڈر دیا اور منہ ہاتھ دھو کر بال سمیٹے۔ اتنی دیر میں لائبہ فیڈر ختم کر چکی تھی۔ وہ اسے اٹھا کر کمرے سے باہر چلی آئی جانتی تھی کہ باہر بہت سے کام اس کی توجہ کے منتظر ہوں گے۔

حسب توقع کچن میں گندے برتنوں کا ڈھیر لگا ہوا تھا...... اس کی ساس اور فریحہ ٹی وی پر کوئی واہیات سا غیر ملکی ڈراما دیکھنے میں مصروف تھیں۔ دونوں کے منہ سوجے ہوئے تھے۔

''فریحہ! لائبہ کو تھوڑی دیر کے لیے پکڑلو، میں برتن دھولوں......'' وردہ، نند کے قریب گئی۔

''میں ڈراما دیکھ رہی ہوں، یہ تنگ کرے گی۔'' موڈ نہ ہوتا تو وہ لائبہ کی طرف دیکھتی تک نہیں تھی۔ اس کی ساس نے بھی اس پر ترچھی نظر ڈالی اور سر جھٹک کر دوبارہ ڈراما دیکھنے لگیں۔ وردہ کو غصہ تو بہت آیا مگر وہ پی گئی اور ایسا کرنا اس کی مجبوری تھی۔ اگر وہ پلٹ کر جواب دیتی تو شام کو صابر کے اتنے کان بھرے جاتے کہ چھوٹی سی بات کا بتنگڑ بن جاتا اور آخر میں بغیر کسی قصور کے اسے معافی مانگنا پڑتی۔ اس لیے وہ خاموشی کو عافیت جانتے ہوئے پلٹ گئی کہ خاموشی انسان کو بہت سی مشکلات سے بچالیتی ہے۔

وہ ایک ہاتھ سے بے بی چیئر گھسیٹ کر لے آئی اور لائبہ کو اس پر بٹھا کر گڑیا پکڑا دی۔ وہ اس سے کھیلنے لگی تو اس نے جلدی، جلدی برتن دھوئے، خیر گزری کہ وہ سارے برتن دھلنے تک آرام سے کھیلتی رہی۔ وردہ کا کھانے کو دل نہیں چاہ رہا تھا سو اس نے اپنے لیے چائے کا ایک کپ بنایا اور لائبہ کو ساتھ لیے دوبارہ کمرے میں آگئی۔

☆☆☆

''صابر! چلیں لائبہ کو ڈاکٹر کے پاس لے کر جانا ہے، آٹھ بجے کا ٹائم ہے، سوا سات ہو رہے ہیں۔ ابھی نکلیں گے تو وقت پر پہنچیں گے۔'' اس نے بچی کو تیار کر کے بٹھایا۔

صابر نے ابرو اچکا کر اسے دیکھا۔

''آج سارا دن سونے کے علاوہ اور کچھ نہیں کیا تو اسے ڈاکٹر کے پاس ہی لے جاتیں۔'' اس نے طنز کیا تو وردہ ٹھنڈی سانس بھر کر رہ گئی۔ تو اس کے دو، تین گھنٹے سونے کی رپورٹ نمک مرچ لگا کر اور بڑھا چڑھا کر اس تک پہنچائی جا چکی تھی۔

''ڈاکٹر سات بجے بیٹھتا ہے اور مجھے آٹھ بجے کا وقت ملا ہے اس لیے اس وقت جانا مجبوری ہے ورنہ میں آپ کو یہ زحمت کبھی نہ دیتی۔'' اب وہ اس کی اکثر باتوں کا اسی طرح ٹھنڈا سا جواب دیتی تھی۔ یہ بھی شکر تھا کہ وردہ کے ساتھ اس کا رویہ جیسا بھی تھا مگر اپنی بیٹی کے لیے تو وہ جان بھی دینے کو تیار رہتا۔ بس دوسرے کی بیٹی کو...... جو بدقسمتی سے اس کی بیوی تھی شاید انسانیت کے دائرے سے خارج سمجھتا تھا۔ جسے نہ تو کوئی بات تکلیف پہنچاتی تھی نہ ہی کسی زیادتی پر آواز اٹھانے کا حق حاصل تھا۔ سو اب بھی وہ وردہ کو باتیں سنانے کے بعد جانے کے لیے اٹھ کھڑا ہوا۔

☆☆☆

''میں دو، تین دنوں کے لیے امی کی طرف جانا چاہتی ہوں۔'' وردہ نے بچی کو صابر کی گود میں بٹھا دیا۔

''کیوں......؟'' صابر کا سوال وردہ کی توقع کے عین مطابق تھا۔

''ویسے ہی بہت دن ہو گئے ان کی طرف چکر نہیں لگا۔'' وہ صوفے پر بیٹھ کر لائبہ کے کپڑے تہ کرنے لگی۔

''امی سے پوچھ لو......'' وہ لائبہ کے ساتھ کھیلنے میں مصروف تھا۔ وہ جی بھر کر بدمزہ ہوئی۔ ان سے پوچھنے کا مطلب تھا ان کی جلی کٹی سننا اور پھر احسان جتاتے ہوئے۔ ''بی بی تمہاری مرضی ہے ہم نے کون سا تم پر پہرے بٹھائے ہیں۔'' کہہ کر جانے کی اجازت دینا، ایسی تذلیل بھری اجازت کے بعد وہ کس دل سے جانے کو تیار ہوتی تھی وہی جانتی تھی۔

وردہ کو بہت ارمان تھا کہ کبھی تو صابر خود اسے کہیں جانے کی اجازت دے بلکہ وہ خود اپنی امی سے کہے کہ میں وردہ کو اس کی امی کی طرف لے کر جا رہا

www.urdupalace.com

ہوں۔ مگر ایسا ہونا ناممکن تھا۔

"امی! میں دو تین دنوں کے لیے اپنی امی کے گھر چلی جاؤں؟" اس نے رات کے کھانے کے دوران سب کی موجودگی میں بات کی۔

"امی سے کیوں پوچھ رہی ہیں؟ صابر بھائی سے اجازت لیں ناں......" اس کے دیور نے فوراً اسے ٹوکا۔

"امی بڑی ہیں اس لیے......" مگر اس نے اس کی بات مکمل نہ ہونے دی۔

"اچھی بات ہے کہ آپ ان کی عزت کرتی ہیں لیکن یہ بھی کوئی بات نہیں ہوئی، وہ ہر دفعہ آپ کو منع کر دیتی ہیں اور آپ رک جاتی ہیں۔ آپ کو اپنے میاں سے اجازت لینی چاہیے اور امی اور ابو کو صرف اطلاع دینی چاہیے کہ آپ جا رہی ہیں۔" وردہ کو کئی دفعہ دُہرایا جانے والا ڈراما ازبر تھا۔ اس لیے اس نے آج سب کی موجودگی میں بات کی تھی۔ ان دو ڈھائی سالوں میں وہ اتنا تو جان ہی گئی تھی کہ اسے اپنی بات کیسے منوانی ہے۔ بہت سی باتوں میں جہاں اسے شوہر کی سپورٹ ہونی چاہیے تھی وہاں اسے اپنے دیور کی سپورٹ حاصل تھی۔ اسے اس کی بیوی پر ابھی سے رشک آتا تھا کہ جو اپنی بھابی کے معاملے میں اتنا حساس تھا وہ بیوی کے معاملے میں جو بھی کرے کم ہی ہوگا۔ اس کی منگنی اپنی چچازاد سے ہو چکی تھی جس میں صرف حفیظ اور ابو کی رضا شامل تھی۔ اس کی ساس اپنے بیٹے کی ضد سے مجبور ہو کر راضی تھیں۔

"تو پوچھ کر کون سا احسان کرتی ہے مجھ پر...... نہ پوچھے مجھ سے۔ میں تو جیسے اس پر ظلم کے پہاڑ توڑتی ہوں ناں......" وہ غصے میں بولنا شروع ہو گئیں اور جب وہ بولنا شروع ہو جاتی تھیں تو پھر سوچنا بند کر دیتی تھیں۔ بات الفاظ کی نہیں لہجے کی ہوتی ہے اور ان کا لہجہ ہمیشہ وردہ کی ہستی کو بے مول کر دیتا تھا۔

"امی، پلیز! آپ کی انہی باتوں کی وجہ سے گھر کا ماحول خراب ہوتا ہے۔" حفیظ نے ماں کو ٹوک دیا۔ اس پورے گھر میں صرف ایک وہی تھا جو اپنی ماں کو ان کی غلطی کا احساس دلانے کی جرأت رکھتا تھا۔

"آپ دیکھ رہے ہیں یہ کتنی بدتمیزی کر رہا ہے۔" اس کی ساس نے اپنے شوہر سے کہا۔ وہ حسبِ معمول خاموش رہے۔ شاید ان کی بے موقع خاموشیوں نے ہی حالات کو اس نہج تک پہنچایا تھا۔

"ارے! میں ہی بری ہوں جو کسی سے برداشت نہیں ہوتی۔" وہ کھانا ادھورا چھوڑ کر اپنے کمرے میں چلی گئیں۔ جواب میں صابر نے اسے یوں گھورا جیسے کہہ رہا ہو کہ اب تمہیں چین آ گیا۔ وہ خاموشی سے اٹھ گئی کہ مبادا اس کے منہ سے کوئی سخت بات نکل جائے۔ اگر جو لائبہ کا دم نہ ہوتا تو وہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کب کی جا چکی ہوتی۔

وردہ شادی سے پہلے اپنی سہیلیوں سے برملا کہا کرتی تھی کہ میاں، بیوی کے درمیان محبت ہو نہ ہو، ایک دوسرے کے لیے عزت ضرور ہونی چاہیے کہ جہاں عزت ہو وہاں محبت بھی ہو ہی جاتی ہے۔ عزت نہ ہو تو نام نہاد محبت بھی منہ چھپا کر بھاگ جاتی ہے لیکن اس کی قسمت کہ ان دونوں میاں، بیوی میں عزت یا محبت تو دور کی بات لحاظ کا رشتہ بھی نہیں تھا کہ صابر جب چاہتا اسے سب کے سامنے بری طرح لتاڑ کر رکھ دیتا...... اب بھی کمرے میں آ کر اس نے خوب بے عزتی کی تھی۔ وہ لائبہ کو سلا کر صحن میں بچھے تخت پر لیٹ کر روشن چاند کو تکنے لگی۔ یک دم اس کی آنکھوں سے پانی بہنے لگا۔

☆☆☆

اگلے دن اس نے ڈرتے، ڈرتے پوچھا۔

"امی! ناشتا کر لیں۔" سب ناشتا کر چکے تھے لیکن اس کی ساس کمرے سے باہر نہیں آئی تھیں۔ وہ نہ چاہتے ہوئے بھی ان کا ناشتا بنا کر کمرے میں لے آئی۔ ورنہ اس کا دل ان کے پاس جانے کو بالکل نہیں چاہ رہا تھا۔

"جاؤ، لے جاؤ اپنا ناشتا، بڑی آئیں میری فکر کرنے والی، یہ میرا گھر ہے، ابھی اپنے بیٹے کو اشارہ کروں تو ایک منٹ میں تمہیں اس گھر سے نکال باہر

www.urdupalace.com

کرے گا۔ سمجھیں تم......؟" ان کا انداز بہت ہی توہین آمیز تھا۔ تب اس کے ایک آگ سی لگ گئی۔

"ضرور بلکہ جلدی کہیں۔ میں بھی اس جہنم میں رہتے، رہتے تھک گئی ہوں۔" وہ پہلی مرتبہ انتہائی تلخی سے بولی۔ اس کے ہاتھوں کی گرفت ضبط کی طنابوں پر ڈھیلی پڑ گئی تھی۔ اس نے ٹرے وہیں پٹخی اور مڑ کر باہر نکل گئی۔ اس کے اندر تندور دہک رہا تھا جس میں اس کی اپنی ہی ذات جل، جل کر مسخ ہو رہی تھی۔

اب اس تپش کا تھوڑا سا حصہ اس نے اپنی ساس کی طرف منتقل کیا تھا جو اس کے اس طرزِ عمل پر منہ کھولے حق دق تھیں۔ اگر وردہ کی ساس ہر موقع پر "منہ" کھولنے کے بجائے دماغ کھول کر سوچنے کی عادی ہوتیں تو صورتِ حال بہت مختلف ہوتی۔ شام تک وہ اپنا اور لائبہ کا سامان پیک کر چکی تھی۔

"آپ مجھے چھوڑ آئیں گے یا میں ٹیکسی سے چلی جاؤں۔" اگلی صبح اس نے صابر سے کہا۔ آج پہلی دفعہ وہ اپنی ساس کی ناراضی کی پروا کیے بغیر جا رہی تھی۔

صابر نے اس کے حتمی انداز پر اسے دیکھا...... اس کا چہرہ ستا ہوا تھا۔ ہمارے رویے ہی ہیں جو کسی کو ہمارے قریب کر دیتے ہیں اور رویے ہی دوسرے کو ہم سے دور کر دیتے ہیں۔ صابر کا غلط رویہ وردہ کو دھیرے، دھیرے دور لے جا رہا تھا مگر وہ اس حقیقت سے بے خبر آنکھیں موندے اپنی ڈگر پر چلا جا رہا تھا۔

"کل امی سے زبان کیوں چلائی تم نے؟" وہ اس کی بات کا جواب دینے کے بجائے اس سے جواب طلبی کر رہا تھا۔ مگر وہ خاموش رہی کہ جواب دینے کا کوئی فائدہ نہیں تھا۔ مگر آج اس کی آنکھیں بھیگ گئی تھیں۔ لہٰذا صابر مزید باز پرس کرنے کے بجائے کمرے سے نکل گیا۔ جو اس بات کا اشارہ تھا کہ وہ اسے چھوڑ دے گا۔ وہ اس کی خاموشی پر حیران ہوئی۔ وہ لائبہ کو اٹھا کر دوسرے ہاتھ میں بیگ پکڑے اس کے پیچھے نکل گئی۔

☆☆☆

"آپ اپنی بیٹی کو سمجھائیں، یہ میری ماں سے بہت زبان چلاتی ہے اور ان کا ذرا ادب، ذرا عزت نہیں کرتی۔" صابر نے چائے وغیرہ پی کر امی سے شکایت کی۔ وردہ اپنا بھرم یوں تار، تار ہونے پر کٹ کر رہ گئی کہ وہ اس سلسلے میں اپنے والدین سے بھی کم ہی بات کرتی تھی۔ اگر وہ ان باتوں کو زیادہ اچھالتی تو جو کچھ ڈھکے چھپے انداز میں ہو رہا تھا وہ سب کے سامنے آ جاتا اور یہ وردہ کو کسی صورت منظور نہیں تھا۔

"بیٹا! تالی دونوں ہاتھوں سے بجتی ہے، اس کا قصور ہے تو پھر کچھ نہ کچھ تمہارے گھر والوں کا بھی ہوگا۔ رہی بات عزت کی تو کوئی بھی کسی کو زبردستی اپنی عزت کرنے پر مجبور نہیں کر سکتا۔ اگر کوئی یہ چاہتا ہے کہ اس کی "عزت" اور "ادب" کیا جائے تو اسے چاہیے کہ وہ دوسروں کے ساتھ اپنے رویوں پر نظرِ ثانی کرے...... کیونکہ آپ جو کچھ دوسرے کی طرف پھینکیں گے وہی آپ کی طرف پلٹ کر آئے گا۔" امی نے بہت گہری اور صاف باتیں کیں۔

"اوہ...... اب سمجھا کہ یہ سب آپ ہی کی شہ پر ہو رہا ہے۔" وہ بدلحاظ ہوا۔

"بیٹا! پاؤں تلے دبی ہو تو چیونٹی بھی کاٹ لیتی ہے۔ میری بیٹی تو پھر انسان ہے۔" آج امی بھی اسے کھری، کھری سنا رہی تھیں۔

"تو آپ اسے نہیں سمجھائیں گی۔" وہ غصے سے پوچھنے لگا۔

ایسا نہیں تھا کہ وردہ کی امی اپنی بیٹیوں کی بے جا حمایت کرتی تھیں۔ وردہ کے علاوہ بھی ان کی تین بیٹیاں شادی شدہ تھیں اور وہ اپنی بیٹیوں کو ہمیشہ صبر و تحمل کا درس دیتی تھیں۔ ان کی دو بڑی اور وردہ سے چھوٹی بہن اپنے گھروں میں خوش تھیں۔ ان کے سسرال والوں کا رویہ ان کے ساتھ بہت اچھا تھا۔ باقی چھوٹی موٹی باتیں تو ہر گھر میں ہو ہی جاتی ہیں۔ بس ایک وردہ ہی تھی جو جتنی حساس تھی اتنے ہی ناقدروں کے پلے بندھ گئی تھی۔

"سنبھالیے اپنی بیٹی کو...... میں اپنی بیٹی کو لے کر

www.urdupalace.com

جار ہا ہوں۔'' وردہ کی امی کی خاموشی پر صابر غصے سے تلملا اٹھا۔ اس نے لائبہ کو اٹھا لیا تو وردہ تڑپ کر آگے بڑھی مگر امی نے اٹھ کر اس کی کلائی پکڑ لی اور صابر سے کہا۔

''مجھے معلوم تھا اب تم یہی حربہ آزماؤ گے۔'' وہ تین بار پہلے بھی یہی حربہ آزما چکا تھا۔ ابھی چھ ماہ پہلے وہ یہی حربہ آزما کر وردہ کو اس کی بہن کے مایوں کے فنکشن سے اٹھا کر لے گیا تھا۔ امی نے جس طرح لوگوں کو مطمئن کیا تھا وہی جانتی تھیں۔

''کیا مطلب؟'' صابر نے مڑ کر کہا۔

''یہی کہ اب تم لائبہ کو اٹھا کر چلتے بنو گے لیکن آج میری بیٹی تمہارے پیچھے نہیں آئے گی۔'' امی نے وردہ کے بازو پر اپنی گرفت مزید سخت کر لی کہ کہیں وہ اپنا بازو جھٹکے سے چھڑا نہ لے۔

''تو مجھے بھی کوئی شوق نہیں ہے اسے ساتھ لے جانے کا۔ اسے اپنے پاس رکھیں۔ چار دن میں عقل ٹھکانے آ جائے گی۔'' وہ تنفر سے کہتے ہوئے باہر نکل گیا۔

''امی! پلیز مجھے چھوڑ دیں، جانے دیں مجھے۔'' وہ اپنی کلائی چھڑانے لگی۔

''وردہ آج تم میری بات مان کر رک جاؤ۔ میں دعویٰ سے کہتی ہوں کہ چار دن بچی کو سنبھالنا پڑے گا تو تمہاری قدر آ جائے گی اور اگر آج تم پھر اس کے پیچھے چلی گئیں تو پھر ساری عمر اسی طرح تمہیں بلیک میل کرتا رہے گا۔'' انہوں نے اسے کندھوں سے پکڑ کر صوفے پر بٹھا دیا اور وہ ماں کے گلے سے لگ کر سسک اٹھی۔

''امی! آپ ان لوگوں کو نہیں جانتیں، وہ میری بچی کو مجھ سے چھین لیں گے اور پھر میری بیٹی کو بھی رول، رول کر پالیں گے۔'' بے بسی کے احساس سے اس کے رونے میں شدت آ گئی تھی۔

''جیسی ان لوگوں کی فطرت ہے ناں...... ان میں سے کوئی بھی اسے نہیں سنبھالے گا بلکہ اسے بوجھ سمجھیں گے۔ تم صبر سے یہاں رہو اور صابر کو چند دن بچی کو سنبھالنے دو۔ تم دیکھنا وہ تمہیں ہاتھ جوڑ کر واپس نہ لے جائے تو کہنا۔'' انہوں نے داماد اور اس کے گھر والوں کو سمجھ کر یہ علاج تجویز کیا تھا۔ وردہ سسکنے لگی تو انہوں نے اسے اپنے ساتھ لگا کر اسے تسلی دی۔ اپنی بیٹی کی تقدیر کے اس دکھ پر ان کی اپنی آنکھیں بھی نم تھیں۔ بیٹیوں کی قسمتیں اگر ماں، باپ خود اپنے ہاتھوں سے لکھتے تو کبھی کسی کی بیٹی دکھی نہ ہوتی۔

صابر، لائبہ کو اٹھا کر باہر نکل آیا تھا۔ اسے اپنی ساس کی باتوں کے باوجود یہ یقین تھا کہ وردہ ضرور آئے گی اور اس کے ساتھ جائے گی۔ لہٰذا وہ لائبہ کو بائیک پر بٹھا کر وہیں کھڑا رہا۔ اسے وہاں کھڑے کافی دیر ہو گئی مگر وہ نہ آئی۔ اب اسے اپنی ساس کی باتوں میں صداقت محسوس ہوئی تھی ورنہ وہ تو ان کی باتوں کو محض دھمکی سمجھ رہا تھا۔ اب دوبارہ اندر جانا اس کی انا کے خلاف تھا۔ وہ بھول گیا تھا کہ اپنے گرد گھمنڈ اور انا کی چار دیواری اٹھانے والا انسان خسارے کا سودا کرتا ہے صرف خسارے کا۔ مزید دس منٹ انتظار کرنے کے بعد اس نے بائیک کو کک لگائی اور لائبہ کو لے کر چلا گیا یہ سوچے بغیر کہ وہ اتنی چھوٹی سی بچی کو کس طرح سنبھالے گا۔

''دیکھا کتنی دیر بعد گیا ہے، اسے یقین تھا کہ تم ضرور آؤ گی۔'' بائیک اسٹارٹ ہونے کی آواز سن کر امی نے کہا۔ اور وردہ بدحواس سی سنتی رہی۔

☆☆☆

''سلطانہ! تم نے یہ کیا بے وقوفی کی ہے؟ بیٹیوں کو اس طرح گھر میں نہیں بٹھایا جاتا۔ اتنی سمجھدار ہو کر تم نے یہ کیا حرکت کی ہے؟'' شام کو جب وردہ کے ابو اور دونوں بھائیوں کو سارے معاملے کی خبر ہوئی تو اس کے ابو نے بیوی کی خبر لی۔

''میں نے کوئی بے وقوفی نہیں کی۔ آپ کیا جانتے نہیں کہ ہماری بیٹی دو ڈھائی سال سے کتنی تکلیف میں ہے۔ آج تک ان لوگوں نے اسے گھر کے فرد کی حیثیت نہیں دی۔ ساس، سسر اور باقی گھر والوں کو تو چلیں جانے دیں مگر شوہر کا رویہ تو اس کے ساتھ اچھا ہونا چاہیے ناں......'' وہ بات مکمل کر کے خاموش ہو گئیں گویا انہوں نے جو کچھ کیا بالکل ٹھیک کیا تھا۔

www.urdupalace.com

''تو تمہیں کیا لگتا ہے کہ تمہارے اس فعل سے ان کا رویہ ٹھیک ہو جائے گا؟ بیٹیوں کو برداشت کا سبق دینا چاہیے۔ برداشت ایسے ہی نہیں آ جاتی، اس کو پالنا پڑتا ہے اور تم اپنی بیٹی کو برداشت کا گلا گھونٹ کر مار دینے کا سبق پڑھا رہی ہو۔'' انہوں نے بیوی کے اس فعل کی ہرگز طرف داری نہیں کی تھی بلکہ اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کیا تھا۔

''آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ میں بیاہتا بیٹیوں کی بے جا حمایت کرنے والی ماؤں میں سے نہیں ہوں۔ مگر یہ روز، روز کے تماشے بھی اب مجھ سے برداشت نہیں ہوتے۔ وردہ کو کتنی تکلیف ہوتی ہوگی۔ میں نے یہ کام سوچ سمجھ کر کیا ہے اور مجھے یقین ہے کہ آئندہ ایسی نوبت نہیں آئے گی۔'' سلطانہ بیگم کا لہجہ بہت مضبوط تھا۔

''دیکھ لینا کہیں تمہارا یہ یقین اسے لے نہ ڈوبے۔'' ابو نے اس معاملے میں اُن کی بالکل حمایت نہیں کی تھی۔

''منصور صاحب اللہ پر بھروسا رکھیں...... آپ کو یاد ہے ناں کہ جب لائبہ دو ماہ کی تھی تب بھی صابر نے یہ حرکت کی تھی۔ پھر ثنا کی مایوں والے روز بھی وہ یہی تماشا کر کے وردہ کو اٹھا کر لے گیا تھا۔ اب تک ہم ان باتوں سے چشم پوشی کرتے آئے ہیں مگر یہ لوگ اس طرح ٹھیک نہیں ہوں گے۔ اگر چار دن بھی ان لوگوں نے لائبہ کو سنبھال لیا تو میرا نام بدل دیجیے گا۔ بچی کی خاطر ہی سہی وہ خود وردہ کو خود لینے آئے گا اور آئندہ ایسی حرکت کرنے سے باز رہے گا۔'' سدا کی دور اندیش سلطانہ بیگم کا یہ قدم ان کے میاں کو ایک آنکھ نہیں بھایا تھا۔

☆☆☆

صابر، لائبہ کو لے کر گھر پہنچا تو اس کی امی اور بہن حسب معمول ٹی وی دیکھنے میں مشغول تھیں۔ اس کی امی نے اسے ایک نظر دیکھا اور پھر ٹی وی دیکھنے میں مشغول ہو گئیں۔

''تم لوگ وہاں کیا پاتھ لگانے گئے تھے؟'' وہ سمجھیں کہ وردہ بھی واپس آ گئی ہے۔

''نہیں، میں لائبہ کو اپنے ساتھ لے آیا ہوں اور وردہ اب وہیں رہے گی۔'' اس نے بچی کو دادی کی گود میں دے دیا۔

''کیا مطلب......؟ یہ اپنی ماں کے بغیر کیسے رہے گی؟'' انہوں نے پریشانی سے پوچھا۔ صابر کی بات انہیں جو کچھ سمجھا رہی تھی وہ ہرگز اس کو سمجھنا نہیں چاہ رہی تھیں۔

''آپ لوگ سنبھالیں گی اسے، وردہ چار دن ماں، باپ کے گھر رہے گی تو ساری بدتمیزی دھری کی دھری رہ جائے گی۔ پھر آپ کے ساتھ روز، روز زبان چلانے کی جرأت نہیں کرے گی۔'' اس نے ماں کے ساتھ بیٹھ کر ان کے کندھے پر بازو پھیلا لیا۔

''اب وہ جیسی بھی ہے تمہیں اسے چھوڑ کر نہیں آنا چاہیے تھا۔ میری بھلا کوئی عمر ہے کہ میں یوں بچوں کے پیچھے بھاگ سکوں۔'' وہ تو صاف ستھری لائبہ کو بھی چند گھڑی سے زیادہ برداشت نہیں کرتی تھیں۔ کجا یہ کہ اب اس کی صفائی ستھرائی سے لے کر اسے سارا دن سنبھالنا۔

ماں کی بات سن کر وہ بچی کو اٹھا کر اپنے کمرے میں چلا گیا۔ وہ ماں کو یہ نہ بتا سکا کہ وہ وردہ کو خود چھوڑ کر نہیں آیا بلکہ اس کی ماں نے اسے روک لیا ہے۔

''دیکھو ذرا اس لڑکے کا دماغ...... اسے وہاں چھوڑ آیا ہے، اب سارا گھر بھی ہم ماں، بیٹی کو سنبھالنا پڑے گا اور...... اور اس کی بیٹی کے لاڈ بھی اٹھانا پڑیں گے۔'' وہ اپنی بیٹی سے مخاطب تھیں اور ایسا کہتے ہوئے وہ بالکل بھول گئیں کہ لائبہ کو بہو اپنے جہیز میں نہیں لائی تھی بلکہ وہ ان کے لاڈلے بیٹے کی اولاد ہے مگر اس وقت وہ صرف وردہ کی ساس بن کر سوچ رہی تھیں، صابر کی ماں بن کر نہیں......

''امی! مجھ سے کوئی امید نہیں رکھیے گا۔ میں کسی کام میں آپ کا ہاتھ نہیں بٹاؤں گی۔ آپ اچھی طرح جانتی ہیں کہ نہ تو مجھ سے ہانڈی چولھا ہوتا ہے اور نہ ہی

www.urdupalace.com

مجھ سے بچوں کی ریں، ریں برداشت ہوتی ہے۔'' اس نے ماں کو کورا جواب دیا۔

''پہلے تو بڑا اسے اٹھائے، اٹھائے پھرتی تھیں۔'' اس کی بات پر انہیں غصہ آ گیا۔

''ہاں تو صاف ستھرے بچے کو اٹھا کر چند گھڑیاں اس کے ساتھ کھیلنا اور بات ہے اور سارا دن اسے سنبھالنا اور اس کی ساری ذمے داریاں اٹھانا اور بات ہے۔'' فریحہ نے ہار ماننا تو سیکھا ہی نہیں تھا۔ وہ بدتمیزی سے بات مکمل کر کے وہاں سے اٹھ کر چلی گئی۔

کمرے میں جا کر لائبہ سو گئی تھی۔ دو تین گھنٹے سونے کے بعد وہ اٹھ گئی۔ اسے بھوک لگی رہی تھی، وہ رونے لگی۔ صابر اسے اٹھا کر باہر لایا۔

''فریحہ! اس کا دودھ بناؤ......'' وہ برا سا منہ بنا کر کچن میں چلی گئی اور انہی قدموں پر واپس پلٹ آئی۔

''بھائی! اس کا فیڈر کہاں ہے؟'' اس نے نروٹھے پن سے پوچھا۔

''اوہ......اس کا بیگ تو میں لایا ہی نہیں......اچھا تم کپ میں دودھ لے آؤ پھر میں بازار سے نیا فیڈر لے آؤں گا۔'' کسی طرح اس نے دودھ پیا۔ پیٹ بھر گیا تو وہ نہ صرف خاموش ہو گئی بلکہ کھیلنے لگی۔

شام تک لائبہ کو وردہ کہیں نظر نہیں آئی تو وہ ماما، ماما، ماما کر کے ڈھونڈنے لگی۔ وہ اپنے باپ کی گود میں بے چین ہو رہی تھی۔ وردہ اسے بے شک سارا دن اپنے پاس نہیں رکھتی تھی مگر پھر بھی لائبہ کو وہ کام کرتے، چلتے پھرتے نظر آتی تھی اور کچھ نہ سہی تو اس کی آواز تو سنائی دیتی رہتی تھی۔ پچھلے پانچ، چھ گھنٹوں میں وہ اسے نظر نہ آئی تو وہ بسورنے لگی۔

''جاؤ اب اسے باہر لے جاؤ، رونا شروع کر دے گی تو کون سنبھالے گا۔'' صابر کی ماں کا لہجہ بہت کھردرا تھا۔ اس نے ماں کے بیزار انداز کو حیرت سے دیکھا۔ اس وقت تو لائبہ بہلانے سے چپ کر گئی مگر رات کو اس نے رو، رو کر آسمان سر پر اٹھا لیا۔ صابر اسے بہلا بہلا کر تھک گیا۔ اب وہ فیڈر سے دودھ بھی نہیں پی رہی تھی۔ کیونکہ وردہ اسے دن میں صرف دو بار اور رات کو ایک فیڈر دیتی تھی باقی وقت وہ اسے خود فیڈ کرواتی تھی۔ لہٰذا اب وہ اپنی ماں کو ڈھونڈ رہی تھی۔

''امی پلیز آپ اسے تھوڑی دیر کے لیے پکڑ لیں۔'' وہ ماں کے کمرے میں چلا آیا۔ انہوں نے بادلِ ناخواستہ اسے پکڑ لیا۔ لائبہ رو، رو کر تھک گئی تو خود ہی سو گئی اور ان سب نے اللہ کا شکر ادا کیا۔

☆☆☆

رات کو وردہ کی امی کمرے میں آئیں تو وہ گھٹنوں کے گرد بازو لپیٹ کر بیٹھی ہوئی تھی۔ ان کا بس چلتا تو وہ اپنی بیٹی پر صدقے ہو جاتیں، مر جاتیں مگر اس کا دکھ سمیٹ لیتیں۔

''وردہ!'' انہوں نے بے بسی کے احساس سے مغلوب ہو کر اسے پکارا۔

''جی امی......'' ان کی پکار پر اس نے سر اٹھایا۔

''بیٹا! آ کر کھانا کھا لو۔ ہم سب تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔'' انہوں نے اس کے پاس بیٹھ کر محبت سے کہا۔

''امی! آپ سب کھانا کھا لیں، مجھے بھوک نہیں ہے۔'' اس نے ان کا ہاتھ تھام کر چہرے پر زبردستی کی مسکراہٹ لانے کی کوشش کی مگر ناکام رہی۔

''تھوڑا سا کھا لو، اگر تم باہر نہیں آنا چاہ رہیں تو میں یہیں لا کر دیتی ہوں۔''

''امی مجھے واقعی بھوک نہیں ہے۔''

''اچھا میں تمہارے لیے دودھ لاتی ہوں، سونے سے پہلے پی لینا۔'' وہ اٹھ گئیں۔ وردہ نے دھیرے سے سر ہلا دیا۔ بیٹی کی جدائی میں اس کا کھانا پینا برائے نام ہی رہ گیا تھا۔

وردہ عشا کی نماز پڑھ کر لیٹ گئی۔ مگر نیند اس کی آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔ ساری رات وہ بچی کے بارے میں سوچ، سوچ کر پریشان ہوتی رہی کہ وہ اس کے بغیر کیسے رہے گی۔ اس کے بغیر کیسے سوئے گی۔ وہ اپنا خالی پہلو دیکھ کر روتی رہی۔ جب لیٹ کر چین نہ آتا

www.urdupalace.com

تو وہ اٹھ کر بیٹھ جاتی پھر بھی بے چینی ختم نہ ہوتی تو وہ اٹھ کر کمرے میں ٹہلنے لگتی۔

☆☆☆

صبح صابر کی آنکھ لیٹ کھلی۔ وہ جلدی، جلدی آفس جانے کی تیاری کرنے لگا۔ اتنے میں لائبہ کسمسانے لگی اسے شاید بھوک لگ رہی تھی۔ اس نے اسے تھپکا تو وہ دوبارہ سوگئی۔ اس نے اطمینان سے اپنی تیاری مکمل کی اور لائبہ کو دھیرے سے اٹھا کر کمرے سے باہر نکل آیا۔ سارا گھر سائیں، سائیں کر رہا تھا۔ سب گھر والے سو رہے تھے۔ وہ غیر ارادی طور پر کچن کے سامنے پہنچ کر رک گیا۔ اسے کچھ کمی سی محسوس ہوئی۔ آج ایک فرد کے نہ ہونے سے منظر جیسے نامکمل سا تھا کہ وردہ اس سے پہلے اٹھ کر ناشتا تیار کرتی تھی اور اس کے ہوتے ہوئے وہ کبھی ناشتے کے بغیر دفتر نہیں گیا تھا۔ مگر آج اس کو ناشتا بنا کر دینے والی موجود نہیں تھی اور کسی کو کوئی فکر نہیں تھی۔ سو اسے بھوکے ہی جانا تھا۔

صابر، لائبہ کو کندھے سے لگائے ماں کے کمرے کے دروازے پر دستک دینے لگا۔ دو چار دفعہ دستک دینے کے بعد اس کی امی نے دروازہ کھولا۔ وہ جمائیوں پر جمائیاں لے رہی تھیں۔

''امی! میں آفس جا رہا ہوں، آپ لائبہ کو اپنے ساتھ سلالیں۔'' اس نے آگے بڑھ کر بچی کو اپنی ماں کے بستر پر لٹا دیا کہ وہ اس وقت اسے اٹھانے کے موڈ میں نہیں تھیں۔

''فریحہ اٹھے تو اس سے کہیے گا کہ اسے نہلا دھلا کر ناشتا کروادے۔'' وہ ہدایت دے کر مڑا تو اسے اپنی ماں کے چہرے پر دنیا جہاں کی بیزاری نظر آئی۔ وہ ان پر ایک نظر ڈال کر کمرے سے باہر نکل گیا۔

''کیا مصیبت ہے؟ آج ناشتا بھی مجھے ہی بنانا پڑے گا۔ چنڈال نے اتنے سالوں میں سب کی عادتیں ہی بگاڑ دیں ہیں۔'' وہ اپنے بستر پر بیٹھ کر دل ہی دل میں وردہ کو کوسنے لگیں۔ کم ظرفی سی کم ظرفی تھی کہ دوسرے کی اچھائی کو بھی برائی کے پیرائے میں بیان کیا جا رہا تھا۔ قدر کرنے والی ہوتیں تو اپنی اتنی اچھی اور سگھڑ بہو کو کلیجے سے لگا کر رکھتیں مگر انہوں نے تو خدا واسطے کا بیر باندھ کر اس کا جینا دوبھر کر دیا تھا۔ ابھی وہ ناشتا بنانے کے بارے میں سوچ ہی رہی تھی کہ لائبہ اٹھ گئی۔ انہوں نے فریحہ کو بہت آوازیں دیں مگر وہ ٹس سے مس نہیں ہوئی۔ سوتے ہوئے کو جگایا جا سکتا ہے مگر جاگتے ہوئے کو کون جگائے۔ سو ناچار انہوں نے خود ہی اس کا پیمپر بدلا اور اس کا منہ ہاتھ دھلا کر اسے فیڈر دے دیا۔ وہ آرام سے فیڈر پینے لگی۔

''ماما! ماما۔'' دودھ ختم ہو تو لائبہ نے ماما کی گردان شروع کر دی۔ تھوڑی دیر بعد وہ بسورنے لگی اور جب کسی نے توجہ نہیں کی تو وہ زور، زور سے رونے لگی۔

''کیا تکلیف ہے تمہیں؟'' انہوں نے لائبہ کو جھنجوڑ کر اٹھایا اور ایک ہاتھ سے فریحہ کے اوپر سے کمبل کھینچ کر پرے پھینک دیا۔

''مہارانی! اب اسے تو پکڑ لو تا کہ میں تمہارے ٹھونسنے کا بندوبست کروں۔'' ان کا لہجہ طنز سے بھرا ہوا تھا۔ فریحہ کو اٹھتے ہی بنی۔ اس نے جھپٹ کر لائبہ کو اپنی گود میں لیا تو اس کے رونے میں اور شدت آگئی۔

☆☆☆

''بھابی کہاں ہیں؟'' حفیظ نے ناشتا کرتے ہوئے پوچھا۔ وہ رات کو لیٹ آیا تھا اس لیے سارے واقعے سے لاعلم تھا۔

''تمہارا بھائی اسے اس کی ماں کے گھر چھوڑ آیا ہے اور لائبہ کو اپنے ساتھ لے آیا ہے۔'' اس کی بات کے جواب میں ماں نے خاموشی اختیار کر لی تو اس کے ابو نے لب کھولے۔

''کیا مطلب......؟'' حفیظ نے نا سمجھی سے پوچھا۔

''مطلب اپنی ماں سے پوچھو جسے گھر کا سکون برا لگتا ہے۔'' وہ اپنے میاں کی اس بات پر تڑپ اٹھیں۔

''ہاں سارا قصور میرا ہی ہے۔ میں نے اس میسنی سے کہا تھا کہ جا کر اپنی ماں کے گھر بیٹھ جائے۔'' امی نے چیخ کر میاں کی بات کا جواب دیا۔

www.urdupalace.com

اس طرح چیخ کر شاید وہ سچ کو دبانا چاہ رہی تھیں مگر سچ بھی کبھی دبا ہے وہ تو ابھر ابھر کر نظر آتا ہے۔ بالکل صاف اور واضح...... اپنے پورے وجود کے ساتھ، اپنے آپ کو منوانے والے انداز میں، اب کوئی جان بوجھ کر نظر چرائے تو الگ بات ہے۔

''بیگم! اپنا جملہ درست کرو وہ خود نہیں گئی، تمہارا لاڈلا اسے چھوڑ کر آیا ہے۔'' ابو کو بہت غصہ تھا۔

''امی، میں آپ کو بتا رہا ہوں کہ آپ لوگ یہ سب ٹھیک نہیں کر رہے۔ آپ لوگوں نے معصوم بچی کو اس کی ماں سے دور کر دیا۔ آپ بھائی سے کہیں کہ وہ بھابی کو لے کر آئیں۔'' حفیظ نے بات مکمل کر کے ہونٹ بھینچ لیے۔

''وہ میرا کہنا کہاں مانتا ہے بھلا؟'' انہوں نے بری الذمہ ہونے کی کوشش کی۔

''بات بگاڑتے وقت تو آپ کی سب باتیں مانتا ہے تو بات سنوارنے میں کیوں نہیں مانے گا۔'' حفیظ کا ہر لحاظ بالائے طاق رکھ دیا۔ اسے یہ صورتِ حال بہت تاؤ دلا رہی تھی۔

''تم تو میرے منہ نہ ہی لگا کرو...... ابھی سے یہ حالات ہیں، اپنی آجائے گی تو تم مجھ بڑھیا کو گھر سے نکال باہر کرو گے۔'' وہ غصے سے لال پیلی ہو گئیں اور سامنے رکھی پلیٹ کو دور پٹخا...... حفیظ تاسف سے سر ہلا کر ناشتا کرنے لگا۔

''امی، یہ لیں پکڑیں اسے، مجھ سے نہیں سنبھالی جا رہی۔'' فریحہ رو دینے کے قریب تھی اور لائبہ مسلسل رو رہی تھی۔ دادی نے پوتی کو دیکھ کر برا سا منہ بنایا مگر اسے پکڑنے کو ہاتھ نہ بڑھائے۔ حفیظ نے ان کے... ردِعمل کو بہت غور سے دیکھا تھا۔

''لاؤ اِدھر دو، میں اسے بھابی کے پاس چھوڑ کر آتا ہوں۔'' حفیظ نے اٹھ کر بھتیجی کو اپنی گود میں لے لیا۔ اس کے لاڈ پیارے سے پچکارنے پر بھی اس کا رونا کم نہیں ہوا۔

''صابر نے کہا ہے کہ یہ اب اِدھر ہی رہے گی۔''

اس کی امی نے کمزور سا احتجاج کیا۔ حالانکہ دل سے وہ بھی یہی چاہ رہی تھی کہ حفیظ، لائبہ کو اس کی ماں کے پاس چھوڑ آئے تاکہ اس مفت ٹینشن سے تو نجات ملے۔

تقریباً گیارہ ساڑھے گیارہ کا وقت تھا۔ وہ تیار ہو کر لائبہ کو لے کر باہر نکل رہا تھا۔ جب صابر آفس سے چھٹی لے کر آ گیا۔ دونوں کا ٹاکرا لاؤنج کے دروازے کے پاس ہوا تھا۔

''اسے کہاں لے کر جا رہے ہو؟''

''میں اسے اس کی ماں کے پاس چھوڑنے جا رہا ہوں۔'' بھائی کی بات پر صابر کے چہرے پر غصے کے تاثرات نمودار ہوئے۔ وہ غصے سے تن فن کرتا اس کے سامنے جا کھڑا ہوا۔

''تم کون ہوتے ہو میری بیٹی کے بارے میں کوئی فیصلہ کرنے والے؟ لاؤ اِدھر دو اسے میں خود سنبھالوں گا۔'' اس نے لائبہ کو اس کی گود سے جھپٹ لیا۔ وہ پھر سے رونا شروع ہو گئی۔

''ٹھیک کہا آپ نے، سنبھالنا تو آپ کو خود ہی ہے کیونکہ اس گھر میں کسی کو اس سے محبت تو دور اتنی ہمدردی بھی نہیں ہے کہ اسے اچھے طریقے سے سنبھال لے۔ بلکہ سب اسے بوجھ سمجھ رہے ہیں۔ بہتر ہے کہ آپ بھابی کو واپس لے آئیں یا لائبہ کو اُن کے پاس چھوڑ آئیں۔ اگر یہ اسی طرح روتی رہی تو بیمار ہو جائے گی۔'' حفیظ اچھا خاصا تپ چکا تھا۔

''کوئی خیال رکھے یا نہ رکھے مگر میں اپنی بیٹی کو خود سنبھال سکتا ہوں۔'' اس نے بچی کے آنسو صاف کیے۔

''مگر کیسے......؟ آپ ہر روز تو آفس سے چھٹی نہیں کر سکتے۔'' حفیظ اپنی باتوں کا کوئی اثر ہوتے نہ دیکھ کر جا چکا تھا۔

رونے سے لائبہ کی حالت بہت خراب ہو رہی تھی۔ ابھی تک وہ کل والے کپڑے ہی پہنے ہوئے تھی۔ بال بکھرے ہوئے تھے۔ اس کے دل کو کچھ ہوا۔ وہ اسے کمرے میں لے آیا۔ اس کا ہاتھ منہ دھلایا اور جیسے تیسے اس کے کپڑے تبدیل کیے کہ آج سے پہلے یہ سب

www.urdupalace.com

کرنے کی نوبت ہی نہیں آئی تھی۔ پھر وہ اسے بہلا پھسلا کر سیریلیک کھلانے لگا۔ اس کا پیٹ بھر گیا تو موڈ بھی کچھ بہتر ہو گیا۔ وہ اسے کھلونے دے کر باہر نکل آیا۔ اس نے خود صبح سے کچھ نہیں کھایا تھا۔ اسے آفس سے آئے ہوئے تقریباً آدھا گھنٹا ہونے کو آیا تھا مگر کسی نے اسے چائے کا ایک کپ تک نہیں پوچھا تھا۔ چائے کی شدید طلب ہو رہی تھی۔ اس نے کچن میں آ کر اپنے لیے ایک کپ چائے بنائی اور دوبارہ کمرے میں چلا گیا۔

☆☆☆

لائبہ کو اس کی ماں سے جدا ہوئے آج چوتھا دن تھا۔ وہ اپنی ماں کو اتنا مس کر رہی تھی کہ شام تک اس کو بخار نے آ لیا اور رات تک موشنز اور الٹیوں نے گھیر لیا۔ وہ پہلے ہی پوری طرح صحت مند نہیں ہو پائی تھی کہ کھانے پینے میں بے احتیاطی سے دوبارہ یہ سلسلہ شروع ہو گیا۔ رات بھر الٹیاں اور موشنز کرنے کی وجہ سے بچی بالکل نچڑ کر رہ گئی۔ تکلیف کی وجہ سے وہ ساری رات روتی رہی۔ رات کو فریحہ تو آرام سے جا کر سو گئی تھی مگر اس کی امی کو چاروناچار صابر کے ساتھ مل کر لائبہ کی تیمارداری کرنا پڑی تھی۔

فجر کی اذان ہوئی تو وہ نماز پڑھنے کا بہانہ کر کے اپنے کمرے میں آ کر سو گئیں۔ صابر کا سر درد سے پھٹا جا رہا تھا۔ اسے بے اختیار وردہ یاد آئی کہ جب بھی لائبہ بیمار ہوتی تو وہ اسے کندھے سے لگائے ساری، ساری رات ٹہلتی رہتی...... صبح گھر کا سارا کام بھی کرتی اور لائبہ کو بھی بہلائے رکھتی۔ سب سے بڑی بات کہ بچی کتنی ہی بیمار کیوں نہ ہو وہ اسے بہت صاف ستھرا رکھتی تھی۔

''یہ میں کیا اسے ہی سوچے جا رہا ہوں۔ اس جیسی نافرمان عورتوں کی اولاد کا یہی حشر ہوتا ہے۔'' وردہ کا خیال ضدی بچے کی طرح اس کے ساتھ لپٹ، لپٹ جا رہا تھا۔ وہ دل ہی دل میں کڑھتے ہوئے لیٹ گیا۔

صابر نے صبح لائبہ کو ڈاکٹر کو دکھایا، دوائیاں لے کر اسے گھر چھوڑا اور خود آفس چلا گیا۔

دن میں دو تین بار فون کر کے اس نے بچی کا حال چال پوچھا۔ ہر بار فون کرنے پر اسے اس کے رونے کی آواز سنائی دی تھی۔ پریشانی میں جیسے تیسے اپنا کام مکمل کیا اور شام کو آفس سے ذرا جلدی اٹھ گیا۔

صابر گھر پہنچا تو اسے شدید غصے نے آن گھیرا۔ لائبہ گندے سندے حلیے میں ٹی، وی لاؤنج کے فرش پر لیٹی رو رہی تھی اور فریحہ پاس بیٹھی آرام سے ٹی وی دیکھ رہی تھی۔ اسے اتنا خیال نہیں آیا کہ وہ بچی کو چپ کروا لے۔ رو، رو کر اس کا گلا بیٹھ چکا تھا۔ وہ اپنا بیگ صوفے پر پھینک کر اس کی طرف لپکا۔ اس کو سیدھا کیا۔ وہ نڈھال سی ہو رہی تھی اور مسلسل سسک رہی تھی۔ صابر کا کلیجا منہ کو آنے لگا۔

''فریحہ! تمھیں نظر نہیں آ رہا لائبہ کتنا رو رہی ہے۔ کم از کم اسے اپنی گود میں تو بٹھا لو......'' وہ دہاڑا مگر فریحہ کے کان پر جوں تک نہیں رینگی۔ اس کی آواز سن کر اس کی امی کمرے سے باہر آئیں۔

''ارے کیا شور مچا رہے ہو؟ صبح سے اسے سنبھال، سنبھال کر ہم دونوں تھک گئے۔ بھئی سیدھی سی بات ہے کہ یا تو اپنی بیوی کو واپس لے آؤ یا اسے اس کے پاس چھوڑ آؤ۔ ہم سے یہ ذمے داری نہیں اٹھائی جاتی۔ اور تم سے کس نے کہا تھا کہ بے وقوفوں کی طرح اسے وہیں چھوڑ آؤ...... اب کون سارا، سارا دن بچی کے لاڈ اٹھائے۔'' اس کی ماں نے غیریت کی انتہا کر دی تھی۔

''السلام علیکم......'' حفیظ کی منگیتر آسیہ غیر متوقع طور پر چلی آئی تھی۔ وہ ان کے گھر کم ہی آتی تھی۔ منگنی کے بعد تو اس نے آنا جانا تقریباً ختم ہی کر دیا تھا۔ کسی نے اس کے سلام کا جواب دینے کی زحمت نہیں کی تھی۔ فریحہ اور اس کی ماں نے تو باقاعدہ ناک پھلا کر اپنی ناپسندیدگی ظاہر کی تھی۔ وہ بھی سب کو نظر انداز کر کے صابر سے مخاطب ہوئی۔

''صابر بھائی! لائیں لائبہ کو مجھے دیں۔ میں اس کے کپڑے بدلوا دیتی ہوں۔'' صابر اپنی ماں کی باتوں پر سن ہوتے ہوئے ذہن کے ساتھ کھڑا تھا۔ آسیہ، لائبہ

www.urdupalace.com

کو لے کر کمرے میں چلی گئی۔ صابر لاؤنج میں صوفے پر بیٹھ گیا اور اس کی امی اور بہن اپنے کمرے میں جا گھسیں۔ آسیہ کو دیکھ کر ان دونوں کا موڈ بہت ہی خراب ہو چکا تھا۔

☆☆☆

وہ لائبہ کو صاف ستھرا کر کے کپڑے بدلوا کر باہر آئی۔ اتنے میں حفیظ بھی پہنچ گیا۔

''چلیں بھائی! آسیہ کو میں نے فون کر کے اِدھر بھیجا تھا کہ وہ ذرا لائبہ کی دیکھ بھال کر لے مگر اس نے مجھے فون کر کے بتایا کہ لائبہ کو تو ڈاکٹر کے پاس لے کر جانا ہوگا۔'' صابر چپ چاپ بھائی کے ساتھ گاڑی میں بیٹھ گیا۔ آسیہ، لائبہ کو لیے پچھلی سیٹ پر بیٹھ گئی۔ صابر کی امی اور بہن نے ساتھ جانا تو کجا کمرے سے باہر آ کر یہ تک پوچھنے کی زحمت نہ کی کہ وہ لائبہ کو لے کر کہاں جا رہے ہیں۔

''الٹیوں اور موشنز کی وجہ سے بچی میں پانی کی بہت کمی ہوگئی ہے۔ مجھے لگتا ہے کہ بچی نے کافی دنوں سے کھانا پینا بھی چھوڑ رکھا ہے۔ اس لیے اس کی حالت اتنی خراب ہو رہی ہے۔ اسے ڈرپ لگانا پڑے گی۔ آپ لوگ یہیں رکیں۔ میں کچھ دوائیاں بھی لکھ دیتا ہوں جو ہر چار گھنٹے بعد دیتے رہیے گا۔ اور اس کی بہت کیئر کیجیے گا اور خاص طور پر پانی کی بہت احتیاط کریں۔ اور ہاں اول تو فیڈر نہ دیں اور اگر دیں تو بوائل کریں۔'' ڈاکٹر بات ختم کر کے اٹھ کھڑا ہوا۔

ڈرپ لگوانے کے دوران بھی لائبہ روتی رہی۔ آسیہ ہی اسے سنبھال رہی تھی۔ وہ دونوں بھائی وارڈ سے باہر چلے آئے۔ حفیظ نے اپنے پریشان سے بھائی کو ایک نظر دیکھا۔

''بھائی......!'' حفیظ نے بے ساختہ پکارا۔

''ہوں......'' اس کا سر جھکا ہوا تھا۔

''آپ کو کبھی یہ احساس نہیں ہوا کہ آپ پہلے بھابی کے ساتھ زیادتی کرتے رہے ہیں اور اب آپ بچی کے ساتھ ظلم کر رہے ہیں؟'' حفیظ نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ جواب میں وہ خاموش رہا۔ کہنے کو تو بہت کچھ تھا مگر کہنے کی ہمت نہیں تھی۔

''ماں کے حقوق اپنی جگہ اہم ہیں مگر آپ نے یہ کبھی سوچا کہ جسے آپ نے اللہ اور رسول کو گواہ بنا کر اپنی ذمے داری بنایا ہے اس کے حقوق کی ادائیگی بھی ضروری ہے۔ بھائی! میں نہیں کہتا کہ آپ امی کا ادب کرنا چھوڑ دیں۔ میں تو یہ چاہتا ہوں کہ آپ بھابی کا بھی خیال رکھیں۔ دونوں کے حقوق کی ادائیگی میں اتنا توازن ضرور رکھیں کہ کسی ایک کے حقوق کی ادائیگی سے دوسرے کی حق تلفی نہ ہو۔'' وہ کسی بڑے کی طرح اسے سمجھا رہا تھا۔

''مرد کو عورت کا نگران بنایا گیا ہے تو اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ وہ عورت کی تذلیل کرے اور اسے دکھ پہنچائے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ عورت کے لیے چھپر چھاؤں بن جائے۔ ہر مشکل اور مصیبت کو اس تک پہنچنے سے روکے۔ اس کی پناہ گاہ بن جائے جہاں عورت خود کو محفوظ ترین خیال کرے نا کہ ایسا جلاد بن جائے جسے دور سے دیکھ کر ہی بیچاری عورت تھر تھر کانپنے لگے۔ بھابی اگر ہر دفعہ ناراضی دور کرنے میں پہل کرتی رہی ہیں تو اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے ہمیشہ وہ غلطی پر ہوتی تھیں بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ انہیں اپنی انا سے زیادہ آپ کے ساتھ اپنا رشتہ عزیز ہے۔ بھائی! کہتے ہیں کہ ایک اچھی اور نیک سیرت عورت فقیر کے گھر میں بھی ہو تو اسے بادشاہ بنا دیتی ہے۔ آپ بھابی جیسی اچھی اور نیک عادات والی عورت کی قدر کرنے کے بجائے ان کو دھتکار کر سراسر اپنا نقصان کر رہے ہیں۔''

صابر سر جھکائے چھوٹے بھائی کی باتیں سن رہا تھا۔

''پلیز آپ اچھی طرح سوچ لیں کہ آپ کیا کرنا چاہتے ہیں مگر میرا تو پُرخلوص مشورہ یہی ہے کہ آپ لائبہ کو یہاں سے لے کر سیدھے بھابی کے پاس جائیں اور ان کو گھر لے آئیں۔ آپ خود بھی انہیں ان کا جائز مقام دیں اور گھر والوں سے بھی دلوائیں۔'' حفیظ کی باتوں کے جواب میں صابر بالکل خاموش رہا تو وہ

www.urdupalace.com

ٹھنڈی سانس بھر کر اٹھ بیٹھا۔

''اچھا بھائی! میں یہ دوائیں لے کر آتا ہوں۔''

حفیظ چلا گیا۔

صابر وہاں سے اٹھ کر ویٹنگ روم میں جا بیٹھا اور اپنا محاسبہ کرنے لگا۔ پچھلے تین سالوں پر نظر دوڑائی تو اسے اپنی خطاؤں کی ایک لمبی فہرست نظر آئی۔ پچھلے پانچ دنوں میں صابر نے ایک وقت بھی گھر میں کھانا نہیں کھایا تھا اور کسی نے پوچھا تک نہیں تھا کہ اس نے کھانا کھایا بھی ہے یا نہیں...... بلکہ آتے جاتے اسے سنایا جا رہا تھا کہ لائبہ کو سنبھالنے کے چکر میں گھر کا کوئی کام ڈھنگ سے نہیں ہو پا رہا تھا۔ حالانکہ اس نے متعدد بار وردہ کو بچی کو اٹھائے اسے کھانا بناتے اور دیگر کام نمٹاتے ہوئے دیکھا تھا۔ وہ لائبہ کو سنبھالنے کے ساتھ، ساتھ ان سب کی ضرورتوں کا خیال بھی رکھتی.... تھی اور صابر کو تو کبھی کوئی شکایت کا موقع نہیں دیا تھا۔ اس کے کپڑے دھلے ہوئے اور استری شدہ اپنی جگہ پر موجود ہوتے تھے، کھانا، ناشتا سب وقت پر تیار ملتا اور اسے کبھی کسی چیز یا کام کے لیے وردہ کو یاد دہانی کروانا نہیں پڑتی تھی پھر بھی وہ اس کی قدر نہ کر سکا تھا۔ بلکہ اس پر ظلم کی انتہا کرتے ہوئے اسے اس کی بچی سے جدا کر دیا۔

پچھتاوے کا احساس حد سے سوا تھا۔ صابر کے ضمیر نے وردہ کے معاملے میں کئی بار اسے سرزنش کرنے کی کوشش کی تھی مگر اس نے ہر دفعہ اس کی آواز کو دبا کر فخر محسوس کیا تھا مگر آج اس کے ضمیر نے خصوصی عدالت لگائی تھی جس سے فرار ممکن نہیں تھا۔

''عورت تو اپنے شوہر کے نصف ایمان کی وارث قرار دی گئی ہے۔ مجھ جیسے کم ظرف مرد اپنے نصف ایمان کی محافظ کو اپنی ٹھوکروں کی زد میں رکھ کر اکڑتے ہیں۔ تف ہے صابر! تم جیسے مردوں پر جو بیوی کو پاؤں کی جوتی کے برابر بھی اہمیت نہیں دیتے۔'' صابر کا دل مزید احساسِ جرم کا شکار ہو کر خود کو کوسنے لگا۔ خود احتسابی کا یہ عمل اتنا کڑا تھا کہ صابر کو اپنی شکل حقیقت کے آئینے میں بہت بھیانک دکھ رہی تھی۔ اس نے گہری سانس لے کر خود کو ڈھیلا چھوڑ دیا۔

کچھ لمحے بہت فیصلہ کن ہوتے ہیں۔ یہ لمحے وہ فیصلے بھی کروا دیتے ہیں جو سالوں سے کسی کی ایک نظرِ کرم کے منتظر ہوتے ہیں۔ آگہی کے ان لمحوں نے صابر سے وہ فیصلہ کروایا تھا کہ جو وہ اپنی جھوٹی انا کے زعم میں شاید ساری زندگی نہ کر سکتا۔ یہ فیصلہ مشکل ضرور تھا مگر اس نے صابر کے اندر ایک اطمینان اور سکون سا بھر دیا تھا۔ اب اسے صرف لائبہ کی ڈرپ ختم ہونے کا انتظار تھا۔

☆☆☆

''امی آپ دیکھ رہی ہیں ناں آج پانچ دن گزر گئے ہیں اور کسی نے پلٹ کر خبر تک نہیں لی۔ وہ بہت بے حس ہیں، نہ جانے میری بچی کس حال میں ہوگی۔ صبح سے میرا دل ہول رہا ہے۔ اس کی طبیعت دوبارہ خراب نہ ہو گئی ہو۔ پہلے ہی وہ پوری طرح ٹھیک نہیں ہوئی تھی۔'' وردہ ماں کی گود میں سر رکھے اپنی بیٹی کو یاد کیے روئے جا رہی تھی۔

''میں آپ کو بتا رہی ہوں رات کو عارف آئے گا تو میں اس کے ساتھ گھر چلی جاؤں گی۔ اب میرے ساتھ جو بھی ہو وہ میری قسمت مگر اب میں اپنی بچی سے دور نہیں رہ سکتی۔'' وہ فیصلہ کن انداز میں بات مکمل کر کے اٹھ کر بیٹھ گئی تھی۔

''ٹھیک ہے۔ اللہ بہتر کرے گا۔'' انہوں نے اپنی بیٹی کی مرجھائی ہوئی صورت دیکھ کر اسے تسلی دی۔

''یا اللہ! میری بچی کا بھرم رکھنا۔ پروردگار! اس کی زندگی میں آسانیاں پیدا کر دے۔'' انہوں نے وردہ کا سر اپنے سینے سے لگا کر دل کی گہرائیوں سے دعا کی۔

☆☆☆

مغرب کا وقت ہو رہا تھا۔ وردہ چھت پر تھی۔ اس کے ابو حسبِ عادت ٹی وی پر کوئی نیوز چینل لگائے گم تھے۔ ایسے میں انہیں اپنے اردگرد کی کچھ خبر نہیں رہتی تھی۔ وردہ کی امی ان کی اس عادت سے سخت نالاں تھیں۔

''ایک تو کیا مجال ہے کہ بیل کی آواز سن کر کوئی گیٹ تک جانے کی زحمت ہی کر لے۔'' وہ بڑبڑاتے

www.urdupalace.com

ہوئے اٹھیں۔ گیٹ پر ہونے والی مسلسل بیل کی آواز سن کر سلطانہ بیگم نے گیٹ کھولا تو دروازے پر موجود شخصیت کو دیکھ کر ٹھٹک گئیں۔

''السلام علیکم!'' صابر نے شرمندہ سے انداز میں سلام کیا۔ وہ اس کی اچانک آمد پر اتنی حیران تھیں کہ اس کے سلام کا جواب تک نہ دے سکیں اور دروازے میں راستہ روکے کھڑی رہیں۔

''آنٹی! اندر نہیں آنے دیں گی۔'' صابر نے سوئی ہوئی لائبہ کو کندھے سے لگا رکھا تھا۔ حفیظ اسے یہاں ڈراپ کر کے آسیہ کے ساتھ گھومنے چلا گیا تھا۔ واپسی پر اس نے ان دونوں کو پک کرنا تھا۔

''آؤ!'' وردہ کی امی نے راستہ دیا اور خود گیٹ بند کر کے اس کے پیچھے چلی آئیں۔ صابر برآمدے میں پہنچ کر رک گیا۔ اس نے مڑ کر وردہ کی امی کی طرف دیکھا جو برآمدے کی طرف آ رہی تھیں۔

''آنٹی! میں بہت شرمندہ ہوں، پلیز مجھے معاف کر دیں۔'' وہ کھڑے، کھڑے بولا۔ اس کا انداز شرمندگی سے بھرپور تھا۔

''بیٹا مجھے خوشی ہے کہ تمہیں اپنی غلطی کا احساس ہو گیا ہے۔'' وہ آہستہ سے بولیں۔

''لاؤ! لائبہ کو مجھے دو، میں اسے کمرے میں سلا دیتی ہوں۔'' وردہ کی امی نے لائبہ کو اپنی گود میں لے لیا۔ صابر، وردہ کی تلاش میں اِدھر اُدھر نظریں دوڑا رہا تھا۔ نہ جانے کیوں وردہ کی امی سے ڈائریکٹ اس کے بارے میں پوچھنے سے جھجک رہا تھا۔ وردہ کی امی کمرے کی طرف جاتے، جاتے رکیں اور اس کی اِدھر اُدھر دوڑتی نظروں کا مفہوم سمجھ کر بولیں۔

''صابر! وردہ چھت پر ہے۔'' وہ جلدی سے سیڑھیاں چڑھنے لگا تھا۔

''کون آیا ہے؟'' وردہ کے ابو نے صابر کی آواز سنی تو فوراً باہر آئے۔

''صابر آیا ہے۔ معافی مانگ رہا ہے۔ پلیز اب آپ بھی کوئی پچھلی بات مت دُہرایئے گا۔'' انہوں نے اپنے شوہر سے کہا۔

''میں کیا بات کروں گا، میں تو تمہاری اس.... بے وقوفی پر بہت پریشان تھا۔ چلو اللہ نے کرم کیا اور صابر کو اپنی غلطی کا احساس ہو گیا اور وہ آ گیا ہے، نہ آتا تو سوچو کیسا تماشا بن جاتا ہم لوگوں کا۔'' وردہ کے ابو اللہ کے شکر گزار ہو رہے تھے اور وہ، لائبہ کو لیے کمرے میں چلی گئیں جو آوازوں سے ڈسٹرب ہو کر کسمسانے لگی تھیں۔

☆☆☆

وردہ چھت پر بچھے تخت پر بیٹھی تھی۔ شام کے سائے گہرے ہو رہے تھے۔ وہ اپنے گھروں کو لوٹتے پرندوں کو حسرت سے دیکھ رہی تھی جب کوئی بہت آہستگی سے اس کے ساتھ آ کر بیٹھا تھا۔ اس نے گردن موڑ کر دیکھا تو مارے حیرت کے اپنی جگہ سے کھڑی ہو گئی۔ صابر نے اس کی کلائی پکڑ کر اسے دوبارہ بٹھا دیا۔ چند لمحے خاموشی سے گزر گئے۔

''وردہ! مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ میں تم سے اپنی کس، کس خطا کی معافی مانگوں کہ ان کی فہرست بہت طویل ہے۔ مگر پلیز مجھے اپنے رویّوں کی تلافی کرنے کا ایک موقع ضرور دینا۔'' اب وہ اس سے اپنی کی گئی زیادتیوں پر معافی مانگ رہا تھا۔

''وردہ تم اسے شاید میری خود غرضی کہہ لو مگر میں اپنی بچی کو یوں رُلتے ہوئے مزید نہیں دیکھ سکتا۔ اتنے دنوں میں مجھے تمہاری اصل قدر معلوم ہو گئی ہے۔ لائبہ تو لائبہ...... میں بھی تمہارے بغیر رُل جاؤں گا۔ وردہ پلیز، تم میرے ساتھ گھر واپس چلو۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ تمہیں تمہارا ہر حق دلاؤں گا۔'' اس وقت وردہ کے سامنے بالکل ایک نیا صابر موجود تھا۔ نہ جانے پچھلے پانچ دنوں کی اذیت یاد آ گئی تھی یا اس کی خطائیں کہ وہ یک دم پھوٹ، پھوٹ کر رو دی...... مگر ان آنسوؤں میں خوش امیدی بھی تھی۔ وہ دونوں مسکراتے ہوئے اب سیڑھیاں اتر رہے تھے اور امی، ابو کے چہروں پر اطمینان جھلک رہا تھا۔

www.urdupalace.com

URDU PALACE URDU PALACE URDU

Advertisement at Urdu Palace

Are you looking for an affordable website to advertise your business?

Urdu Palace offers lowest rates for all advertisers.

For Advertisement of your brand or business on our website call us or contact through

Whatsapp on following numbers:+92-348-8709449,+92-303-5110135

www.urdupalace.com